تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

1307 محرم الحرام 1416ھ   14.8 جون 95ء   خبرنامہ شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان   قیمت فی شمارہ : ایک روپیہ

لوگوں کے دلوں کی حسرتیں اور نفرتیں معاشرتی فساد پیدا کرتی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد

حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت اور سانحہ کربلا یہودی فتنے کی کڑیاں ہیں

"عدم تشدد" ہر انقلابی جدوجہد کا لازمی اور اولین مرحلہ ہوتا ہے۔ اجتماع جمعہ سے خطاب

کراچی کو وفاق کے زیر انتظام کرنے سے حالات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

لاہور۔ 2 جون۔ سال نو کی تقریبات، سالگرہ اور برسی منانے کا تصور غیر اسلامی ہے۔ اسلامی تقویم میں مہینے کا آغاز نئے چاند سے ہوتا ہے۔ ہر مہینے کے شروع میں ایمان و اسلام اور امن و سلامتی کی دعا کرنا سنت نبویؐ ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایمان کا امن کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ انسان کا داخلی امن اور قلبی سکون ہی معاشرتی سلامتی کا ذریعہ بنتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں حسرتیں اور نفرتیں موجود ہوں تو معاشرے میں فتنہ و فساد، قتل و غارت گری کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ کائنات کی دیگر اشیاء کے ساتھ انسان بھی ہم آہنگی اختیار کرے تو سکون و اطمینان کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔

انہوں نے شہادت کے فلسفے کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ شہادت کا اصل مقصود قول و عمل کے ذریعے اسلام کی صداقت کی گواہی دینا ہے۔ خدا کی راہ میں جان دینے والوں کو قرآن میں کہیں بھی "شہید" کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ شہادت کے اس ثانوی مفہوم نے اصل مفہوم کو محدود کر دیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی شہادتیں دشمنان اسلام کی طرف سے خلافت راشدہ کے نظام کو ختم کرنے کی سازش تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت حسینؓ کی شہادت یکساں تاریخی پس منظر کی حامل ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت اس سازش کی پہلی کڑی ہے جب کہ حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت اور سانحہ کربلا اسی یہودی فتنے کی کڑیاں ہیں۔ یہ عظیم شہادتیں اسلامی نظام کے خلاف منظم سازش کا حصہ ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا سیرت نبویؐ کے اساسی فلسفے اور بنیادی منہاج کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن کی تعلیمات میں تضاد دکھائی دیتا ہے۔ عدم تشدد پر مبنی اخلاقی تعلیمات مکی دور سے مشابہ ہیں جہاں مسلمانوں کو جوابی کارروائی کی اجازت نہ تھی۔ "عدم تشدد" ہر انقلابی جدوجہد کا لازمی اور اولین مرحلہ ہوتا ہے۔ انجیل مقدس کی تعلیمات حدیث نبویؐ سے جب کہ تورات قرآن سے مشابہ ہے۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کشمیر پاکستان کی شاہ رگ ہے تو کراچی ہماری تجارتی و صنعتی زندگی کا مرکز ہے۔ جسے بڑی تیزی کے ساتھ "لبنان" بنایا جا رہا ہے۔ دہشت گردی کی وارداتوں میں راکٹ لانچروں کا استعمال اور ان دھماکوں کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان پاکستان کی تاریخ میں ایک نئی روایت ہے۔ دہشت گردی کی کارروائیوں کے نتیجے میں امن عامہ قائم کرنے والی فورسز کے کارکنوں میں انتقامی جذبات جنم لیتے ہیں، جس کے نتیجے میں کئی بے گناہ لوگ قتل ہو جاتے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا بے نظیر بھٹو کے "تند و تیز" بیانات کی تلخی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور وہ دہشت گردوں کو مسلسل للکارے مارنے میں مصروف ہیں۔ بے نظیر کے بیانات کا تناؤ حالات میں کسی بہتری کی جانب رہنمائی نہیں کرتا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے پیر پگاڑو کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کراچی کو وفاق کے زیر انتظام کرنے کی حمایت کی اور کہا اس سے کراچی کی پھیلتی ہوئی آگ کو بجھایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے انپی سابقہ تجاویز کو دہراتے ہوئے کہا کہ کراچی کا الگ صوبہ تشکیل دیئے بغیر مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ کراچی سمیت پورے ملک میں نئے صوبے بنائے جائیں۔ ہندوستان کی مثال دیتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا، تقسیم کے وقت مغربی پنجاب ایک صوبہ تھا مگر اب ہریانہ، پنجاب اور ہماچل پردیش کی تین ریاستوں میں تقسیم کر دیا۔ ہمیں بھی پنجاب سمیت تمام صوبوں کو چھوٹے یونٹوں میں تقسیم کر کے نئے صوبے بنانے ہوں گے۔

تنظیم اسلامی ٹی وی کی "اخلاق سوز" مہم کے خلاف مظاہرہ کرے گی

لاہور (نمائندہ خصوصی) "بہبود آبادی" کے نام سے پاکستان ٹی وی "اخلاق سوز" مہم چلا رہا ہے۔ اخلاق باختگی اور حیا سوزی کی حامل اشتہاری مہم کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کے رفقاء پاکستان ٹی وی کے لاہور سینٹر کے سامنے منظم اور پرامن احتجاجی مظاہرہ کریں گے۔ مظاہرے کی قیادت ناظم حلقہ محمد اشرف وصی کریں گے۔ مظاہرہ 10 جون بروز ہفتہ بعد نماز عصر شملہ پہاڑی سے ہوتے ہوئے ٹی وی سٹیشن کے سامنے احتجاج کریں گے۔ بینرز، ٹی بورڈز پر درج عبارت کے ذریعے اطلاعات اور بہبود آبادی کی وزارت غیر اخلاقی اشتہاری مہم کو بے نقاب کی جائے گی۔

لگتا ہے اس شور میں ... کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی۔

قرآن کالج لاہور کا جلسہ تقسیم انعامات

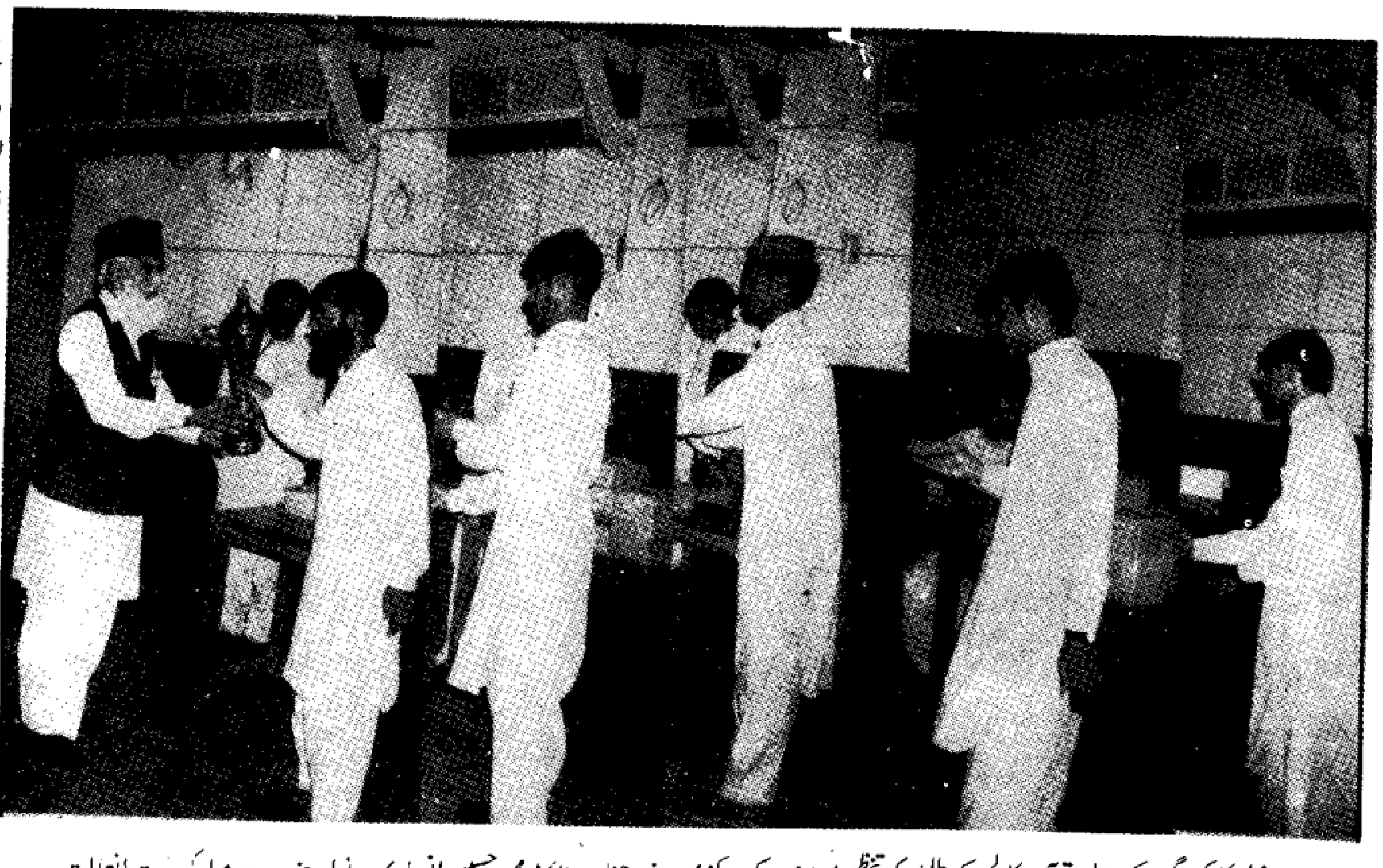

مثالی کارکردگی کے حامل قرآن کالج کے طلباء کو تنظیم اسلامی کے مرکزی رہنما جنرل ریٹائرڈ محمد حسین انصاری نے اپنے دست مبارک سے انعامات دیئے۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت

اداریہ

ہفتہ ٹریفک

جنرل (ریٹائرڈ) محمد حسین انصاری

ہمارے ہاں مغربی طرز پر مختلف عنوانات سے متعلق ہفتے (weeks) اور یک روزہ واک (walk) کا رواج خاصہ عام ہو چکا ہے۔ آئے دن کسی نہ کسی تقریب کا اہتمام ہوتا رہتا ہے اور لوگ ان میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔ ایک تو سستے داموں تفریح کا انتظام ہو جاتا ہے اور دوسرا ہر شخص کو اپنے مزاج کے مطابق تجربات کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ آج کل ہفتہ ٹریفک منایا جا رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مختلف ذرائع اور طریقوں سے عوام الناس کو ٹریفک کے قوانین سے آگاہی حاصل ہو اور ان قوانین کے مطابق عمل کرنے کی عادت راسخ ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے چاہا کہ گذشتہ جمعہ کے روز ہفتہ ٹریفک کے انتظامات کا ذاتی مشاہدہ کیا جائے تاکہ دیکھیں کہ پبلک نے کس حد تک استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ کچھ وقت کے لئے موٹر میں لاہور کے مختلف علاقوں کی سڑکوں پر گھومنے کا اتفاق ہوا۔ موٹر کوئی اور چلا رہا تھا للذا کوئی بات آنکھوں سے اوجھل نہ رہی۔ شاہراہوں پر جلی حروف میں لکھے بینر آویزاں تھے۔ ان سب پر ٹریفک قوانین سے متعلق ہدایات، مشورے اور تنبیہات درج تھیں۔ یہ بینر کثرت سے تو چوراہوں پر آراستہ تھے مگر کچھ بینر جاری سڑکوں کے درمیان بھی لگے تھے۔ چوراہوں میں ٹریفک سگنل کی وجہ سے رک جانے پر لوگ بشمول ڈرائیور بینروں کی طرف متوجہ ہوئے نظر آ رہے تھے البتہ جاری سڑک کے درمیان لگے بینروں کی افادیت ٹریفک پولیس کی محکمانہ کارگزاری سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ شاید ہی کوئی ڈرائیور انہیں بخوبی پڑھ پاتا ہو بلکہ ایک اچھے ڈرائیور کو ان کی طرف دیکھنا بھی نہ چاہئے تھا کیونکہ غیر مناسب جگہ پر آویزاں بینر بذات خود موجب خطرہ (hazardous) ہوتے ہیں۔ ایسے بینر تو ٹریفک قوانین کی رو سے لگانے ہی نہ چاہئیں تھے۔ شاہراہوں کے علاوہ ایسے علاقوں میں بھی کہیں کہیں بینر نظر آ جاتا جہاں بڑے لوگ رہتے ہیں۔ عامیانہ آبادیوں میں تو ٹریفک سگنل ہوتے ہی نہیں، وہاں بینر بھلا کیوں لگاتے، ممکن ہے لوگ بینر اتار کر تھیلے ہی بنا ڈالتے۔ وہاں ٹریفک قانون کو کوئی نہیں جانتا، بس "دبائے چلو" کا قانون چلتا ہے۔ چنانچہ ہفتہ ٹریفک کی تشہیر کے باوجود وہاں ٹریفک کا انداز ہمیشہ ہی کا تھا۔ ٹریفک پولیس والے جمعہ کے روز تعطیل مناتے ہیں۔ ہم نے سوچا شاید اسی لئے ان علاقوں نے ہفتہ ٹریفک کی قدر نہ جانی۔ آگے بڑھے تو گلبرگ پہنچ گئے۔ اگرچہ ٹریفک کا رش نسبتاً کم تھا مگر سگنل چالو تھے۔ ہم نے دیکھا کہ بینروں پر لکھی ہدایات اور سرخ بتیوں کے باوجود شرفا اپنی کاروں میں چاروں سمت سے لاپرواہی کے انداز میں آتے جاتے گزر جانے میں مصروف ہیں۔ ہم نے سوچا دیر سے اٹھے ہوں گے، بس آنکھیں ملنے میں ٹریفک قوانین سے غفلت ہو گئی ہو گی۔ اور آگے بڑھے تو شاہراہ قائد اعظم پہ تھے۔ حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہاں بھی وہی عالم، وہی سٹائل۔ بس اتنا فرق ضرور تھا کہ ڈرائیور چوراہوں پر کچھ احتیاط برتتے کہ کہیں ٹکر نہ ہو جائے۔ ہم نے شام کو بھی گھوم کر منظر دیکھا۔ رش صبح کی نسبت زیادہ تھا لیکن ٹریفک قوانین سے دیدہ دانستہ غفلت کا انداز وہی جو صبح کو تھا۔ موازنہ کیجئے زمین پر چلتی ہوئی چیونٹیوں کے ڈسپلن کا، ہوا میں اڑتی ہوئی مرغابیوں کے غول کے ڈسپلن کا، اور اشرف المخلوقات انسان اور وہ بھی مسلمان کی بے ڈھنگی چال کا۔ مذکورہ صورت حال کا قارئین خود ہی تجزیہ کریں۔ سیاسی اور مذہبی صورت حال سے کون واقف نہیں، سماجی صورت حال کا نقشہ بھی پیش خدمت ہے۔ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہمارا حال کیا ہو گا؟ کیا مسلمان کے لئے اچھا شہری ہونا ضروری نہیں؟

کلام اقبال

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے
ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

ڈنڈے کے زور سے کراچی کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

نجیب صدیقی، کراچی

یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر شخص کے ذہن میں ابھرتا ہے۔ انگریز نے پولیس کے نظام کو اپنے استحکام کے لئے بنایا تھا۔ پولیس کے ذریعہ عوام پر تسلط حاصل کر کے وہ چین سے حکومت کر رہا تھا۔ اس کے باوجود اس دور میں پولیس کے اندر کچھ اخلاقی قدریں پائی جاتی تھیں۔ ان کا ایک معیار تھا۔ وہ اپنی عزت نفس کو دولت میں

حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں ملک کے حالات کو درست نہیں کر سکتے۔

فروخت نہیں کرتے تھے۔ فرائض پوری پابندی سے ادا کرتے تھے۔ قانون پر خود بھی قائم ہوتے تھے اور قانون کی حکمرانی کو نافذ کرنے میں نہایت چاق وچوبند تھے۔ اس دور کا معاشرہ بہت سے اخلاقی ذمائم سے پاک تھا۔

آج جب کہ ہم آزاد ہیں اور اس آزادی کو بھی تقریباً نصف صدی ہو رہی ہے، پھر ایک اسلامی جمہوری ملک ہونے کا دعوی بھی کرتے ہیں، مگر ہماری پولیس راجواڑوں کی پولیس سے بھی زیادہ سخت گیر، ظالم، سفاک اور بے رحم ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ اس لئے ہے کہ اسٹیٹ پولیس سے وہ کام لیتی ہے جو سراسر غیر آئینی، غیر اخلاقی اور انسانیت سوز ہوتا ہے۔ اپنی بقا کے لئے پولیس کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ پولیس ان کے مقاصد پورے کرتی ہے اور ساتھ ہی اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر طرف ہاتھ مار رہی ہے۔ اس ملک کے غریب عوام اس کی چراگاہ بن جاتے ہیں۔

مہذب معاشرہ میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ارباب اختیار اپنے دور اقتدار میں دنیا کے مختلف ملکوں کا سفر کرتے ہیں وہ اپنی آنکھوں سے وہاں کا نظام دیکھتے ہیں اور اپنے ملک

کیا صدر مملکت واقعی غیر جانبدار ہیں؟

میں آکر اس کی تعریف بھی کرتے ہیں مگر اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔

اخبارات اگرچہ حکومت کے دباؤ میں ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود بعض حقیقتیں اخبار کی زینت بن جاتی ہیں کہ فرضی پولیس مقابلہ میں اتنے آدمی مارے گئے۔ یہ فرضی پولیس مقابلے آئے دن ہوتے رہتے ہیں اور ہمارے کرتا دھرتا اس سے بے خبر رہتے ہیں۔ یا بے خبر بن جاتے ہیں۔ گھروں سے گرفتار ہو کر جانے والے نوجوانوں کی میت جب گھر واپس آتی ہے تو گھر والوں کو یہ مژدہ سنایا جاتا ہے کہ یہ پولیس مقابلے میں شہید کئے گئے ہیں۔ گھر والے فریاد لے کر کس کے پاس جائیں۔ مزید شامت سے بچنے کے لئے صبر کا کڑوا گھونٹ پی کر آزادی کے دیوی کے چرنوں میں جھک جاتے ہیں۔ آزادی کی دیوی جس کے لئے انہوں نے انگریزوں سے جنگ لڑی تھی، ہندوؤں کا مقابلہ کیا تھا، گھر بار چھوڑا تھا، بے وطن ہوئے تھے، آزمائشوں کے جانے کتنے دریا عبور کرنے پڑے تھے، لیکن آزادی کی وہ دیوی جب جوان ہوئی تو اس نے ان کے بچوں کا خون پینا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ تاحال جاری ہے اور مستقبل میں بھی کوئی اچھی صورت نظر نہیں آتی۔

پولیس وہ پہلا ادارہ ہے جو امن وامان قائم کرنے اور لوگوں کی عزت وناموس اور اموال کی حفاظت کا ذمہ دار ہے مگر جب باڑھ ہی فصل کھانی شروع کر دے تو وہ کھیت کیسے بچے گا۔ ارباب اقتدار اس سے صرف نظر اس لئے کرتے ہیں کہ ان کو پولیس کے ذریعہ پورا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ آج کے حزب اختلاف کو پولیس کے رویے سے جتنے شکایات ہوتی ہیں وہ جب خود برسر اقتدار آتا ہے تو اسی پولیس کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اس لئے کہ اب وہ پولیس اس کی اپنی ہوتی ہے اور اس کے تحفظ کی ضامن ہوتی ہے۔ اس کی اصلاح کی طرف سے وہ نچنت ہو جاتا ہے۔ اس رویے نے پولیس کو اتنا بے خوف کر دیا ہے کہ اس کا ہاتھ ہر گریبان تک بے دھڑک ہو کر پہنچ جاتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ یہ ادارہ جرائم کو تحفظ دیتا ہے۔ اس کی نگرانی میں جوئے کے اڈے چلتے ہیں، غنڈے اور رسہ گیر پلتے ہیں۔ جیب کتروں کو تحفظ ملتا ہے۔ اور ہر قسم کے جرائم معاشرے میں اسی کے سائے تلے سر اٹھاتے ہیں اور بے خوف وخطر ہو کر اپنا کام

حکومت اپنے عوام ہی کے خلاف صف آراء ہے۔

کرتے ہیں۔ آزادی کا پھل تو صرف ان لوگوں کے حصے میں ہے جو برسر اقتدار ہوتے ہیں اور ہمارے ملک میں ایک خاص طبقہ ہے جو ہمیشہ ایوان حکومت سجاتا ہے۔ دوسرے درجہ پر وہ انتظامیہ ہے جو برسر اقتدار طبقے کے لئے بیساکھی کا کام دیتی ہے اور وہ بھی آزادی کے پھل سے بھرپور تمتع ہوتی ہے۔ تیسرے درجہ پر پولیس ہے جو ان دونوں کو تحفظ بھی دیتی ہے اور بے خوف وخطر اس معاشرے سے اپنا حصہ وصول کرتی ہے۔ مار کھانے، ٹیکس ادا کرنے اور ذلت آمیز سلوک برداشت کرنے کے لئے عوام ہیں جن کا ہر اگلا دن پچھلے دن سے بھاری ہوتا ہے۔

عوام الناس تو ایسے "مرداز غیب" کے منتظر ہیں جو خمینی کے انداز میں آئے اور اس جھاڑ جھنکار کو صاف کرے، معاشرے سے گندگی دور کرے اور ان لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچائے جو حد سے بڑھ گئے ہیں۔ آپ بسوں میں سفر کیجئے [illegible] بیٹھے ہوئے لوگوں کی باتیں سنئے وہ اصلاح معاشرہ سے بالکل مایوس ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ حزب اختلاف یا حزب اقتدار دونوں ملک کی بگڑی ہوئی حالت کو درست نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ یہ دونوں ہی اقتدار کی کرسی ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ مایوسی کے اس اندھیرے میں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ اندرونی طور پر آج ہم جتنے انتشار کا شکار ہیں اس سے قبل نہ تھے۔ ہمارے انتشار کی خبریں دنیا کے ٹیلیویژن ایک ایک بستی تک پہنچا رہے ہیں۔ جو قوم اپنے ہی ایک شہر میں تین سال میں امن قائم نہ کر سکی اس کی ہزاروں شہری مارے جا چکے ہیں وہ دنیا میں عزت کا مقام کیسے پا سکتی ہے۔ جو حکومت اپنے شہریوں کو انصاف مہیا نہ کر سکے بلکہ ان پر عرصہ حیات تنگ کر دے وہ دوسری قوموں کے برابر کیسے کھڑی ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوست ممالک بھی اب دور ہوتے جا رہے ہیں اور جن کے چرنوں میں ہم پناہ لینا چاہتے ہیں ان کی طرف سے ٹھوکر پر ٹھوکر مل رہی ہے۔ عزت نفس کی وہ مٹی پلید ہو رہی ہے جسے دیکھ کر ہمسائے ملک ہمارا تمسخر اڑا رہے ہیں۔

عوامی حکومت عوام کے ساتھ صف آراء ہے۔ ہماری اپنی پولیس کی گولیاں ہمارے اپنے سینے میں اتر رہی ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی کو دہشت گرد کا لقب دیا جا چکا ہے۔ جمہوری ملک میں جمہوریت کی تسبیح پڑھنے والی جماعت بلدیات کے الیکشن اس خوف سے نہیں کراتی کہ سرعام وہ رسوا ہو جائے گی اس کے بھرم کی ہنڈیا چوراہے پر پھوٹ جائے گی۔ اس کے کارکن اپنی ضمانت نہ بچا سکیں گے۔ پھر بھی ہم خود سے سرخرو بن کر جھوٹی انا میں گرفتار ہیں۔

ملک کو تباہی سے بچانے کے لئے عدل وانصاف ناگزیر ہے۔ دلوں کی آگ کو اس کے بغیر نہیں بجھایا جا سکتا۔ پولیس کو انسانیت کا سلیقہ سکھانے کے لئے اس میں بنیادی اصلاح کرنی پڑے گی۔ اسے یہ بنیادی سبق پڑھانا پڑے گا کہ یہاں کا ہر شہری محترم ہے۔ ان کی حیثیت حاکم کی نہیں خادم کی ہے۔ پولیس کی لغزش پر جب تک سخت گرفت نہیں کی جائے گی وہ اپنا سمت درست نہیں کر سکتی۔

آج کی دنیا اور ماضی کی دنیا میں فرق ہے۔ آج ظلم کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ بین الاقوامی سطح پر اس کی تشہیر کو روکا نہیں جا سکتا۔ جھوٹے پروپیگنڈے تادیر نہیں چلتے۔ موجودہ حالات کو اگر اس طرح چلنے دیا گیا تو ایک ایسا بڑا دھماکہ ہو سکتا ہے کہ ایوان کے پرخچے اڑ جائیں اور جو لوگ آنکھ بند کر کے اقتدار کی سنگھاسن پر براجمان ہیں وہ ڈھونڈنے سے بھی دستیاب نہ ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی بڑے طوفان کے آنے سے پہلے ہم اپنا سمت سفر درست کر لیں، عدل اور شائستگی کو اختیار کریں۔ اسی میں اس ملک کی فلاح ہے۔ ☆☆☆

دیدن دگر آموز / حکم و عبر

نماز عصر قریبی مسجد ویٹریزی ٹاؤن میں ادا کرنے گیا تو سنتوں کے دوران ایک کوا پنکھے سے ٹکرا کر گر گیا اور اس کا ایک پر کٹ گیا۔ زمین پر گرے ہوئے کوے کو دیکھنے کے لئے تمام نمازی متوجہ ہو گئے ابھی جماعت میں کچھ وقت تھا۔ اسی دوران ارد گرد کے تمام کوے کائیں کائیں کرتے درختوں پر منڈلانے لگے۔ مجھے اچانک سورۃ بقرہ میں حضرت ہابیل علیہ السلام کا واقعہ یاد آیا کہ جب ان کے بھائی نے انہیں قتل کیا اور کوے نے ہی آکر دفن کرنے کا طریقہ عملی طور پر بتایا۔ واقعہ یاد کرانے کا مقصد یہ ہے کہ اس روئے ارضی پر اللہ کے پہلے نبی اور پہلے انسان کی اولاد کو اللہ نے ایک کوے کے ذریعے راستہ بتایا۔ آج دنیا کو معرض وجود میں آئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے اور اگر ہم بحیثیت انسان ہی غور کریں تو ان جانوروں کے اتفاق میں ہمیں وہی روز اول کا اتفاق نظر آتا ہے جیسا قران نے ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ نسل آدم تفرقہ وعداوت میں مبتلا ہے جب کہ ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ کسی زخمی کو پانی پلانے کے لئے تیار نہیں، کسی کی عیادت کے لئے وقت نہیں اگر ہم انہی بنیادی اخلاق کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر زندگی کا راستہ معین کریں تو کوئی عجب نہیں کہ اللہ تعالی ہمیں بھی اتفاق وبرکت کی دولت سے بہرہ مند کر دے۔

شیخ نوید احمد لاہور

تنظیم اسلامی کے ایک نوجوان ساتھی کا خط جو انہوں نے گرودنا (بیلو رشیا) روس سے اپنے تنظیمی دوست کے نام لکھا

پاکستان نے چین کے خلاف گھیراؤ میں ہندی پرچم تلے جمع ہونے سے صاف انکار کر دیا

دوسری و آخری قسط

حیدر آباد دکن اور جوناگڑھ کی ریاستوں کے معاملے میں ہمیں امریکی طرف متوجہ کیا گیا کہ ہم تصورات میں جی رہے ہیں لہٰذا ہم نے "حقیقت پسندی" کا مکروہ چہرہ اپنے اوپر سجا لیا اور نتیجہ ہمیں ان سے ہاتھ دھونا پڑا اور ایک ایسے مضبوط موقف سے ہمیں دستبردار ہونا پڑا جو ہمیں اب کشمیر کے معاملے میں اختیار کرنا پڑ رہا ہے۔ اب جب کہ عوامی سیاست کے پرجوش نعروں کے باوجود یہ واقعات داستان پارینہ بن چکے ہیں۔ شاید اسی طرح کشمیری عوام کو بھی ہمارے لئے داستان ماضی بنا دیا جائے۔ خوابوں کی دنیا سے ہٹا کر ہمیں زندگی کے تلخ حقائق کے لئے اپنے دامن کو وسیع کرنا پڑے اور اسے بھی ہمارے لئے خوشنما لیکن تلخ شیریں کے روپ میں پیش کیا جائے گا۔ حقیقت پسندی اور نام نہاد امن پسندی کے لئے ہماری شرافت اور انکساری کے ڈھول بجائے جائیں گے اور داد و تحسین کے ڈونگرے برسائیں جائیں گے لیکن کشمیری عوام کو ہمیشہ کے لئے گہری نیند سلا دیا جائے گا اور ان پر وہ عذاب مسلط ہو جائے گا جو شاید آج تک نہ ہوا ہو۔ وقت کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس عسکریت سے آگاہ ہو جائیں اس کے ساتھ ہی ہمیں اپنے مسائل کو خود حل کرنے کا عزم کرنا ہے، ضروری ہے کہ ہم اس چیز میں بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں اور عالمی طاقتوں سے بے نیاز ہو جائیں۔ ہمارے لئے پاکستان کی خارجہ پالیسی میں عالمی طاقتوں سے نیاز مندی اور بے نیازی دونوں کے شواہد موجود ہیں اور یہ چیز سامنے آتی ہے کہ ہمیں کس چیز میں فائدہ ملا۔ عالمی طاقتوں سے نیاز مندانہ تعلقات نے ہمیں کس موڑ پر پہنچا دیا ہے' اس کے لئے ہندو پاکستان کے تعلقات کے تناظر میں جھانکنا ہو گا۔ ہند شروع ہی سے عالمی امن کا زبردست پرچارک رہا ہے اور اپنے اس رویے کہ باعث تیسری دنیا اور ترقی پذیر ممالک یعنی ایفرو ایشیائی ممالک میں دوستی کے تعلقات کا دعویدار ہے جب کہ دوسری طرف وہ اسلحہ کی دوڑ میں بھی شامل رہا اور پس پردہ رہتے ہوئے اس نے مغرب کی اسلحہ بردار طاقتوں کی حاشیہ برداری جاری رکھی اور اس نے غاصبانہ عزائم کا مکروہ چہرہ بھی سجائے رکھا۔ جب کہ ترقی پذیر ممالک میں اس نے بڑے کامیاب طریقے سے پاکستان کو مغرب کا حاشیہ بردار قرار دلوایا اور اس کا باعث نیٹو اور سینٹو میں پاکستان کی شمولیت تھی۔ جو کہ صاف طور پر ہمیں سامراجی

جب سوویت یونین نے پشاور کو قبرستان بنانے کی دھمکی دی

ممالک کا پٹھو ثابت کرنے کے لئے کافی تھی اور ترقی پذیر ممالک اور خاص طور پر افریقی ممالک کے جذبات کو انگیخت کرنے کے لئے یہ بات کافی تھی جو ان ممالک سے بڑی تگ و دو کے بعد آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ سامراجی ممالک سے دشمنی کی جڑیں ان کے اندر بڑی گہری تھیں۔ وابستگی کی پالیسی نے تحریک پاکستان کے ان تمام اثرات کو زائل کر دیا جس نے برعظیم کے مسلمانوں اور پاکستان کو سامراج دشمن قرار دیا تھا اور ایشیا کے عظیم قائد محمد علی جناح کی شخصیت کے وہ تمام پہلو مسخ ہو کر رہ گئے جن کی بناء پر ان کو مغرب کا ناقد قرار دیا جاتا تھا۔ ان حالتوں سے وابستگی کے باوجود ہم کچھ نہ حاصل کر سکے جو ایک المیے سے کم نہیں۔ ہمارے لئے ان سے تعلقات ختم کرنے کا ایک موقع اس وقت ہاتھ آیا جب U-2 پروازوں کے نتیجے میں سوویت یونین نے پشاور کو قبرستان بنانے کی دھمکی دی مگر ہائے میرے رہبران قوم نے اپنے اس طرز عمل پر شرمندہ ہونے کی بجائے کھلم کھلا امریکی حمایت کی بناء پر یہ کہا کہ چونکہ پاکستان کے امریکہ کے ساتھ قریبی حلیفانہ تعلقات ہیں لہٰذا اسے پاکستان سے اپنے طیاروں کی پروازوں کی اجازت ہے اور اس کے ساتھ ہی سوویت یونین سے دشمنی پر مبنی تعلقات کی بنیاد پڑی' جس کا بدلہ اس نے ہندوستان کے پلڑے میں جھک کر چکا دیا اور اقوام متحدہ میں کشمیر کے معاملے ایک نیا موقف اختیار کر لیا جس کے متعلق پہلے وہ غیر جانبداری کا اظہار کرتا رہا۔ وابستگی کے ان ہی عوامل کے نتیجے میں وزیر اعظم نہرو کو کشمیر کے معاملے میں اقوام متحدہ میں کئے گئے وعدوں سے انحراف کرنے کا موقع ملا۔

ہمارا یہ طرز عمل اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا رد عمل جسے ہم بجا طور پر برداشت کرنے کے قابل ہوتے' جب ہمارے مغربی حلیف ہمارے ساتھ ہوتے۔ گو ہمیں مغرب کا اتحادی بننے پر کچھ مادی فوائد بھی حاصل ہوئے لیکن سیلاب کے ساتھ آنے والے کیچڑ نے ہر چیز برباد کر کے رکھ دی اور ہماری ساکھ کو وہ نقصان پہنچایا جس کا خمیازہ ہم ابھی تک بھگت رہے ہیں۔ ایسے وقت میں جب کے پاکستان کی پہچان مغرب کے حاشیہ بردار سے کچھ زیادہ نہ تھی' مغرب نے ہمیں مسائل کے بیچ منجدھار میں اس وقت چھوڑ دیا جب بھارت کے ساتھ چین کی کشیدگی در آئی اور وہ بھارت جس کو بھی سرکاری طور پر امداد کی درخواست کے نتیجے میں امریکی حکومت نے مطلع کیا کہ پاکستان کی ناراضگی کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکی حکومت ہند سے دوطرفہ معاہدات کرنے سے قاصر ہے' اس وقت مغرب نے چیخ و پکار شروع کر دی۔ جب ہند' چینی تصادم ہمالیہ کے بلند و بالا کوہساروں میں وقوع پذیر ہوئے اور چینی جارحیت کے پروپیگنڈے کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا جس کی روک تھام کے لئے امریکی اور مغربی امداد کے دروازے ہندوستان پر کھول دیئے گئے۔ اور پاکستان کے تمام تر احتجاج کے باوجود امدادی جہاز ہندوستان میں اترتے رہے اور مجبور اور بے کس پاکستان کے وہ تمام خدشات اس وقت درست ثابت ہو گئے جب ہندوستانی جارح افواج مشرق کی جانب سے حملہ آور ہوئیں' جو کہ امریکی امداد کے نتیجے میں خوب سیر شکم تھیں' اس وقت اگر ہند کے پاس 2'3 ڈویژن فوج اور ہوتی تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہوتا۔ اس کے متعلق ہندوستان کے عسکری ماہرین آج بھی تاسف کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ 1961 میں جان ایف کینیڈی امریکہ کے صدر بن گئے اور امریکی خارجہ پالیسی میں بڑی بنیادی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں اور امریکی مطمع نظر چین کا گھیراؤ تھا۔ اس ضمن میں ایشیائی خطے میں ہندوستان کی حیثیت کو مرکزی قرار دیا گیا اور وہی صدر کینیڈی جن کی بطور سینیٹر تقاریر اس بات کی گواہ ہیں کہ وہ پاکستان کی ناراضگی پر ہندوستان کی امداد کے سوال پر مخالفت میں پیش پیش تھے' اپنے ملکی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے یکدم تبدیل ہو گئے اور وہ پاکستان جو کیمونسٹ ممالک کے خلاف صف آرائی میں پیش پیش رہ کر روس کی سخت ناراضگی مول لے چکا تھا' اپنے ہمسایہ مسلمان ممالک سے تعلقات خراب کر چکا تھا اور ایشیا اور افریقہ کی "تیسری دنیا" میں اپنی غیر جانبدارانہ شہرت کو داغدار کر چکا تھا اور مزید یہ کہ چین کے خلاف گھیراؤ میں بھی شمولیت کے لئے نیم رضامند ہو چکا تھا' اس کے میدانوں میں جارح ہندی افواج کو جنگی تماشہ دکھانے کا ایک کھلا موقع فراہم کر کے پاکستان کو تنہا چھوڑ دیا گیا۔ یہ ایک ایسا طرز عمل تھا جس کے متعلق پاکستان کی نالائق بیوروکریسی اور حکومت اپنے ناپسندیدہ ردعمل کا مظاہرہ کرنے سے نہ روک سکی اور ایسے وقت میں قومی خودداری کا وہ عظیم الشان مظاہرہ ہوا جس کے نتیجے میں پاکستان اور چین کے اعلیٰ تعلقات کی بنیاد پڑی۔ اور ان تعلقات کی بنیاد میں وہ بے نیازی کے جذبات پوشیدہ تھے جو کہ عالمی طاقت کے رویے میں تبدیلی کے نتیجے میں پیدا ہوئے۔ اور اس میں بھی ہمارے طرز عمل سے زیادہ ہندی رویہ عمل انگیز تھا' جوں جوں ہندی چینی تصادم بڑھا' توں توں پاک چین دوستی بڑھی۔ پاک چین تعلقات کی ابتداء 1961 کے آغاز میں ہوئی اور اب تک بے شمار ثقافتی' سیاسی' صنعتی اور دفاعی معاہدات طے پا چکے ہیں اور ان تعلقات نے تیسری دنیا میں بھی ہمیں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے میں مدد دی۔ چیانگ کائی شیک کے چین نے اس وقت ہند میں دلچسپی ظاہر کی جب انگریز ہند کو چھوڑنے کی فکر میں تھے اور اس کے نمائندوں کی ہند میں آمد پر انگریز حکومت نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ ابتدائی طور پر انقلاب کے بعد بھی چین کی ہند میں دلچسپی بجا طور پر درست تھی کیونکہ ہند ایک بڑا ملک ہے اور تیسری دنیا کا نام نہاد "علمبردار" بھی لیکن 59ء میں ہندی چینی تعلقات یکدم خراب ہو گئے اور وزیر اعظم چو این لائی کی جانب سے معجزہ پاکستان کے چودہ سال کے بعد ایک غیر ملک میں وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات کے نتیجے میں دوستی کا ہاتھ بڑھایا گیا۔ اس وقت جو امریکی طرز عمل ہمارے ناموافق ہو رہا تھا' اس نے حکمرانوں کو "خدا کا شکر ہے" چین کے ساتھ تعلقات کی وسیع تر اہمیت سے آگاہ کر دیا اور پھر اس میں امریکی طاقت سے بے اعتنائی کا جذبہ ہی نہیں پوشیدہ تھا بلکہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے طاقتور ہمسایہ ملک سے جو اپنی کثیر الآبادی اور کثیر الوسائل کی بناء پر دنیا میں ایک اہم پوزیشن کا مالک ہے' اس سے تعلقات استوار کریں اور اس ضمن میں ہر قسم کے دباؤ اور دھمکیوں کو برداشت کیا گیا جو کہ چین سے تعلقات استوار کرنے کے نتیجے میں ہم تک پہنچائی گئیں اور پاکستان نے چین کے خلاف گھیراؤ میں ہندی پرچم تلے جمع ہونے سے صاف انکار کر دیا۔ سلامتی کونسل میں چین کی شمولیت کے سوال پر پاکستانی حمایت نے امریکی حکومت پر اور دوسری تمام دنیا پر یہ بات ثابت کر دی کہ پاکستان چین کے خلاف امریکی مقاصد کے اہداف کی تکمیل سے مکمل طور پر قاصر ہے۔

ملکہ پاکستان کا جاہ و جلال

تحریر: نعیم اختر عدنان

گذشتہ دنوں قائد عوام' فخر ایشیا کی صاحبزادی' آصف علی زرداری کی زوجہ محترمہ' دختر مشرق' چاروں صوبوں کی زنجیر' وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو نے بلھے شاہ' ارشاد احمد حقانی' نور جہاں' سیٹھ عابد' سردار آصف احمد علی کے شہر قصور میں ہوش و حواس کو گم کر دینے اور عقل و خرد کو مات کر دینے والی "تقریر دل پذیر" فرمائی۔ محترمہ نے جس لب و لہجے میں گوہر افشانی کی اسے سن کر مرحوم بلکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو یاد آگئے کہ محترمہ نے اپنے باپ کی میراث پوری طرح سنبھال رکھی ہے۔ انہیں بجا طور پر اپنے عظیم والد کی عظیم بیٹی کا لقب دیئے بغیر چارہ نہیں۔ بھٹو مرحوم نے ایئر مارشل اصغر خان کو "آلو خان" کا خطاب و اعزاز دیا تو میاں ممتاز دولتانہ کو ایک دبکے ہوئے چوہے سے تشبیہ دی۔ اب لائق باپ کی ہونہار بیٹی بھی "پر پرزے" نہیں بلکہ "کل پرزے" نکال رہی ہے۔ ہماری تو بس ایک ہی دعا ہے کہ اللہ کرے زور بیان اور زیادہ۔

آکسفورڈ کی تعلیم' مغرب کی تہذیب یافتہ جمہوری کلچر کی نمائندہ وزیر اعظم کے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ۔

گلہ جفائے وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے
جو میں بتکدے میں بیاں کروں تو صنم بھی کہے ہری ہری

پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی' جسے یار لوگ "منی پاکستان" بھی کہتے ہیں کے حقیقی نمائندوں کے متعلق بے نظیر نے الفاظ کے ایسے خوبصورت و خوشنما پھول پھینکے کہ پورا ملک کسی تباہ کن زلزلے اور بھیانک آتشزدگی کی کیفیت میں مبتلا ہے۔ محترمہ نے' نہیں دوستو! آخر ادب و احترام بھی کوئی چیز ہوتی ہے ملکہ پاکستان نے نہیں! نہیں بلکہ بے نظیر بھٹو نے "پھولن دیوی" کا روپ اختیار کر کے فرمایا

........"غدار" (نعرہ تکبیر) "موت کے حقدار" (پیپلز پارٹی زندہ باد) "چوہے" (قائد عوام زندہ باد) "دہشت گرد" (میری تلوار تیری تلوار الذوالفقار) "بے غیرت" (مصطفیٰ کھر زندہ باد) اور اسی طرح کے کئی الفاظ فائر کئے کہ الامان والحفیظ

وہاں ایسی بڑھکیں ماریں کہ ہمیں پنجابی فلموں کے مشہور زمانہ ڈائیلاگ یاد آگئے ......

سلطان راہی' مصطفیٰ قریشی کی آخری نشانی! وزیرہ عظمیٰ پاکستانی!

اسرہ ماڈل ٹاؤن ہمک کے رفقاء کو صدمہ

اسرہ ماڈل ٹاؤن ہمک کے رفیق جناب عبد الحمید کی خالہ اور ماموں عید الاضحیٰ سے متصل یکے بعد دیگرے وفات پاگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور متاثرین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

ہم رفیق محترم عبد الحمید کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مزید برآں اسرہ ہذا ہی کے رفیق جناب افضال مہدی کے دو بھانجے ۱۳ مئی کو سوہاوہ کے قریب ٹریفک حادثے میں شدید زخمی ہوئے ہیں۔ جس میں ایک دماغی چوٹ آنے کے باعث کمپلیکس ہسپتال اسلام آباد کے سرجیکل وارڈ کے انتہائی نگہداشت یونٹ میں داخل ہیں۔ ان کے دماغ کا کامیاب آپریشن ہو چکا ہے۔ اس حادثے سے قبل رفیق محترم کی والدہ محترمہ گردے فیل ہونے کے باعث کڈنی سنٹر راولپنڈی میں زیر علاج رہی ہیں اور تاحال مکمل صحتیاب نہیں ہیں۔ ہم رفیق محترم افضال مہدی کے جملہ مریضان کی صحتیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں۔

☆☆☆

بقیہ پنجاب غربی

مورخہ 23/ مئی کو 11 بجے صبح گورنمنٹ کالج جھنگ میں امیر محترم کا خطاب تھا۔ یہاں میں محترم عبد الرحیم صدیقی کا تعارف کرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ راقم تو ان کی خوبیوں کا معترف امیر محترم کے استقبال کے وقت ہی ہو گیا تھا۔ آج انہوں نے امیر محترم کے دل میں بھی اپنی جگہ بنالی۔ موصوف قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں کئی مشہور دینی شخصیات کی صحبت سے فیض حاصل کر چکے ہیں۔ جھنگ کی تاریخ کے شاہد اور اس تاریخی شہر کو جن ہستیوں نے اپنی آمد سے نوازا ہے۔ سب معلومات ان کے سینے میں محفوظ ہیں۔ مشق سخن کا شوق رکھتے ہیں۔ جس کے اظہار کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور معماری میں فن گلکاری کے عظیم ماہر ہیں ان کے فن کی شاہکاری راقم ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مسجد غلہ منڈی میں دیکھ چکا ہے۔

گورنمنٹ کالج جھنگ میں امیر محترم' مختار فاروقی صاحب اور صدیقی صاحب کی معیت میں وقت مقررہ سے چند منٹ پہلے ہی پہنچ گئے۔ پرنسپل جناب ڈاکٹر شجاعت محمود خالد صاحب جن کا تعارف انچارج مجلس علوم اسلامیہ پروفیسر حافظ عبد العزیز صاحب نے نامور سائنس دان کے حوالے سے کرایا' اپنے دفتر میں ہمارا استقبال کیا۔ چند منٹ تعارفی گفتگو کے بعد امیر محترم کالج ہال میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد عالمی حالات کا رخ کیا ہے۔ امت مسلمہ بالعموم اور پاکستان کے ساتھ بالخصوص اس کا تعلق کیا ہے' پر اظہار خیال فرمایا اور تنظیم اسلامی اپنی مساعی کن خطوط پر جاری رکھے ہوئے ہے اس کا طریق کار سامعین کے سامنے واضح فرمایا۔ خطبے کے اختتام پر پرنسپل صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مادیت محض کا دور ہے۔ جس میں یہودیت دنیا کو مختلف جالوں میں جکڑ کر اپنی برتری ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ بے شک یہ چین اور جاپان کے معاشی غلبہ سے خائف ہیں لیکن انہیں اصل خطرہ تہذیب اسلام سے ہے۔ اور مسلمانوں کو زیر کرنے کے لئے ہر میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ ان کی چالوں کو سمجھنا اور اس کا مقابلہ کرنا ہی ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد پرنسپل صاحب نے چائے کے ساتھ مہمانوں کی خاطر مدارات کی۔

ان دو دنوں میں جھنگ کے وکلاء' صحافی حضرات' علماء اور تعلیمی حلقوں میں جس کامیابی سے دعوت تنظیم کو پیش کیا گیا۔ اس کو ترتیب دینے اور کنٹرول کرنے میں فاروقی صاحب کی خصوصی صلاحیتوں اور انتھک محنت کو عمل دخل حاصل ہے۔ جس میں جھنگ کے معاون رفقاء کا تعاون بھی فاروقی صاحب کو حاصل رہا۔

مرتب کردہ: محمد رشید عمر
ناظم حلقہ غربی پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر---- 9184
شمارہ ——— 24
جلد ——— 4
مقام اشاعت : K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
مطبع مکتبہ جدید پریس لاہور

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب
ہفت روزہ
ندائے خلافت لاہور

مدیر: اقتدار احمد
نائب مدیر: نعیم اختر عدنان
ترتیب و تزئین: شیخ رحیم الدین
رابطہ آفس: A-67 گڑھی شاہو لاہور
فون: 6305110 - 6316638

پتہ:

حلقہ غربی پنجاب کی دعوتی سرگرمیاں

امیر محترم کا تین روزہ دورہ فیصل آباد، جھنگ

ناظمین حلقہ جات کی میٹنگ کے دوران راقم کو بتایا گیا کہ امیر محترم جھنگ جاتے ہوئے فیصل آباد میں ایک رات ٹھہریں گے اور 21ر مئی کو دن کے وقت ہی فیصل آباد پہنچ جائیں گے تاکہ رفقاء تنظیم سے خصوصی ملاقات کر سکیں۔ راقم نے اسی وقت فون کر کے نائب ناظم پروفیسر خان محمد صاحب کو اطلاع دی تاکہ وہ اس کم وقت میں رفقاء کو مطلع کرنے اور دوسرے امور کا بندوبست کر سکیں۔ امیر محترم کی آمد کی خبر سن کر رفقاء میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

مورخہ 21ر مئی کی صبح 8 بجے تنظیم اسلامی فیصل آباد اور حلقہ کے دوسرے رفقاء جن میں سانگلہ ہل اور میانوالی کے علاوہ قرب وجوار کے منفرد رفقاء بھی شامل تھے۔ دفتر حلقہ میں جمع ہوگئے۔ امیر محترم کی ناسازی طبع کے باعث تاخیر سے پہنچنے کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی۔ چنانچہ اس وقت کو بھرپور طریقہ سے استعمال کے پیش نظر حلقہ میں کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ جس میں کئی باصلاحیت رفقاء کی کارکردگی اور کام کے متعلق آراء سے مستفید ہونے کا سنہری موقعہ میسر آیا۔ تقریباً 12 بجے امیر محترم ڈاکٹر عبدالخالق کی معیت میں شیخ امین صاحب جن کے ذمے امیر محترم کی میزبانی کے فرائض تھے کے گھر پہنچ گئے۔ نماز ظہر تک کے وقفہ میں تقریباً 11 رفقاء نے امیر محترم سے فرداً فرداً ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ظہر کے بعد دفتر حلقہ میں اجتماعی طور پر کھانا تناول فرمایا۔ ہمارے دیرینہ دوست میاں محمد یوسف صاحب نے کھانا کھلانے کی ذمہ داری باحسن خوبی انجام دی۔

قیلولہ کے بعد تمام رفقاء نے حمید پیلس میں امیر محترم کے ساتھ 5:30 بجے نماز عصر ادا کی۔ اس کے بعد امیر محترم نے تمام رفقاء سے جن میں ان کے قریبی عزیز اور دوست بھی قلیل تعداد میں شریک تھے غیر رسمی گفتگو فرمائی۔ جس میں رفقاء کی تعداد دیکھ کر امیر محترم نے اطمینان کا اظہار فرمایا۔ تو دوسری طرف امت مسلمہ اور حالات عالم کے متعلق اپنے خدشات سے بھی حاضرین کو آگاہ فرمایا۔ نماز کے فوراً بعد نئے شامل ہونے والے رفقاء جنہوں نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت مسنونہ نہ کی تھی انہوں نے بالمشافہ امیر محترم کے ہاتھ پر تجدید ایمان اور اللہ کے دین کی راہ میں جان ومال کے کھپانے کے عہد کو تازہ کیا۔ تقریباً 21 رفقاء نے یہ سنت بیعت ادا کی۔ اس کے فوراً بعد پھر سے انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ رفقاء نے اپنے راہبر کے ساتھ فرداً فرداً چند لمحات گزار کر اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل کی۔ جہاں یہ نئے براہِ رواں قافلہ امیر محترم کی ملاقات سے شاد کام ہوئے وہاں امیر محترم کے دل کا اطمینان بھی۔ جس کا اظہار وہ پہلے ہی اجتماعی ملاقات میں کر چکے تھے۔ اس ملاقات سے رفقاء کے اندر نیا عزم اور اعتماد پیدا ہوا۔

اگلے دن صبح 8:30 بجے راقم اور مقامی امیر تنظیم میاں محمد اسلم صاحب جھنگ کے لئے امیر محترم کے شریک سفر ہوئے۔ یہاں ناظم حلقہ پنجاب جنوبی جناب مختار حسین فاروقی صاحب نے Vicky Hotel پر امیر محترم کا استقبال کیا۔ 11 بجے جھنگ بار کونسل سے خطاب طے تھا۔ عین وقت پر بار کونسل ہال کے دروازے پر بار کے صدر جناب چوہدری محمد ادریس سلیمی صاحب نے اپنے ساتھی وکلاء سمیت انتہائی پروقار انداز میں امیر محترم اور ان کے ساتھیوں کا استقبال کیا۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ پولیس کی خاصی تعداد سیکیورٹی پر متعین تھی۔ تلاوت کلام پاک اور بار کونسل کے صدر کے تعارفی کلمات کے بعد امیر محترم کا خطاب شروع ہوا۔ آپ نے قیام پاکستان کا محرکات کا تجزیہ، استحکام پاکستان کے اسباب، ارشادات نبویہ ؐ کی روشنی میں نظام عدل کے احیاء اور تنظیم اسلامی کے طریق کار کو انتہائی مربوط انداز میں واضح فرمایا۔ سوال وجواب کے وقفہ کے بعد بار کی طرف سے مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔ بار ہال میں 250 افراد کے بیٹھنے کا بندوبست کیا گیا تھا جو پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ وکلاء حضرات نے امیر محترم کے خطاب کو انتہائی مدلل اور مربوط قرار دے کر خراج تحسین پیش کیا۔

بعد نماز عصر مختلف اخبارات و جرائد کے 13 نمائندے ہوٹل میں تشریف لائے جن سے خطاب فرماتے ہوئے امیر محترم نے پاکستان میں System of Social Justice کے نفاذ پر زور دیا۔ پاکستانی قوم کے اخلاقی دیوالیہ پن کا ذکر کرتے ہوئے دوبارہ سے ایمان ویقین کی محنت سے اخلاق وکردار کی تعمیر، بیعت کے نظام پر وحدت، نظم کی ضرورت اور پھر پرامن مزاحمت کے ذریعے خلافت راشدہ کے لئے احیائی جدوجہد کا طریق واضح فرمایا۔ اور پھر نظام خلافت کے خدوخال صحافی حضرات کے سامنے رکھے۔

صحافی حضرات کی تواضع پر تکلف چائے سے کی گئی جس کے دوران سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔

بعد نماز مغرب فاروقی صاحب کے گھر پر مقامی علماء سے ملاقات کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس میں مختلف طبقہ ہائے فکر کے 16 علماء نے شرکت کی۔ جھنگ بار کونسل کے صدر بھی تشریف لے آئے۔ علماء کرام کی آمد کا شکریہ ادا کرنے کے بعد امیر محترم نے قومی سطح پر اخلاقی دیوالیہ پن اور عملی بے راہ روی کو دور کرنے کے لئے ایمان بالقرآن کی تحریک چلانے پر زور دیا۔ ساتھ ہی جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنوں تک رسائی حاصل کرنے کی ضرورت پر بھی توجہ دلائی۔

باقی صفحہ 3

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد، نائب امیر ڈاکٹر عبدالخالق، ناظم اعلیٰ عبدالرزاق لاہور غربی کے امیر ملک منیر احمد

لاہور وسطی کے قائم مقام امیر عمران چشتی لاہور جنوبی کے نائب امیر پروفیسر فیاض حکیم "عشرہ دعوت" کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے۔

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کی دعوتی سرگرمیاں

شہر اقبال میں چار روزہ دعوتی کیمپ

تنظیم اسلامی پاکستان کو اللہ تبارک وتعالیٰ جس قرآنی انقلابی فکر سے روشناس کروایا ہے اسے کبھی بھی تنظیم اسلامی نے اپنی جاگیر نہیں سمجھا بلکہ اسے دوسروں تک پہنچانا اپنا فرض منصبی سمجھا ہے۔ اور اسی فرض کی بجا آوری کے لئے شہر اقبال سیالکوٹ کے معروف چوک علامہ اقبال میں چار روزہ دعوتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔

اس چار روزہ دعوتی کیمپ کا انعقاد شہر اقبال سیالکوٹ میں تنظیم اسلامی کے وسیع پیمانے پر تعارف کا باعث بنا اس کیمپ میں کتابوں کا سٹال بھی تھا اور اس کے علاوہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے خطابات بذریعہ ویڈیو چاروں دن دکھائے گئے۔ جن سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے استفادہ کیا۔ بعض اوقات خطاب کو سننے والے اتنی تعداد میں جمع ہو جاتے تھے کہ ٹریفک کی بندش کا باعث بنتے تھے۔ شہر کے مختلف بازاروں میں کئی ہزار کی تعداد میں تنظیم کی دعوت پر مشتمل ہینڈ بل تقسیم کیا گیا۔

اس کیمپ میں حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ناظم شاہد اسلم اور نائب ناظم مرزا ندیم بیگ نے شرکت کی اور مقامی ساتھیوں میں خاص طور پر نقیب اسرہ ملک تنویر الحق، اسد اعجاز، کمانڈر (ریٹائرڈ) محمد طفیل اور محمد رضوان نے خصوصی محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری محنت کو قبول فرمائے۔

قرآن آڈیٹوریم میں حلقہ لاہور ڈویژن کا ماہانہ اجتماع

(نامہ نگار) لاہور ۳۱ر مئی۔ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام حلقہ میں شامل تمام تنظیموں کا ماہانہ اجتماع منعقد ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے اجتماع میں شرکت کی اور بعد ازاں رفقاء کو خطاب سے نوازا۔ لاہور چھاؤنی کے امیر حافظ محمد اقبال نے درس قرآن مجید دیا جب کہ لاہور وسطی کے قائم مقام امیر جناب عمران چشتی، لاہور جنوبی کے ناظم محترم فیاض حکیم، لاہور شمالی کے ناظم طارق جاوید، لاہور شرقی کے امیر ڈاکٹر عارف رشید، لاہور جنوبی کے امیر ملک منیر احمد اعوان اور لاہور چھاؤنی کے امیر نے اپنی تنظیموں کی رپورٹ بحوالہ "عشرہ دعوت" پیش کی۔ اجلاس میں نائب امیر ڈاکٹر عبدالخالق، ناظم اعلیٰ محترم عبدالرزاق اور ناظم حلقہ جناب اشرف وصی نے بھی شرکت کی۔

گجرات میں سہ روزہ دعوتی کیمپ

گجرات (نامہ نگار) تنظیم اسلامی گجرات کی جانب سے سہ روزہ دعوتی کیمپ کا انعقاد جی ٹی ایس اڈا برلب جی ٹی روڈ اور چوک نواب صاحب میں لگایا گیا۔ کیمپ کے موقع پر شہر میں بہت بڑی تعداد میں دعوتی ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتب اور کیسٹ فروخت کی گئی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعے امیر تنظیم اسلامی کا خطاب لوگوں کو دکھایا گیا۔ جس کو لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے دیکھا اور سنا۔ اس کیمپ میں ناظم حلقہ شاہد اسلم اور نائب ناظم مرزا ندیم بیگ نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ اس موقع پر دو دعوتی اجتماع بھی منعقد کئے گئے۔ پہلا اجتماع محلہ مہمدہ کی جامع مسجد میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا جس میں مرزا ندیم بیگ نے فکر آخرت کے موضوع پر خطاب کیا۔ دوسرے روز دعوتی اجتماع مرغزار کالونی کی مسجد میں منعقد کیا گیا جس میں مرزا ندیم بیگ نے نیکی کے قرآنی تصور کے موضوع پر خطاب کیا۔

تنظیم اسلامی کا انقلابی فکر عوام میں متعارف بھی ہو رہا ہے اور مقبول بھی!